مولانا محمد جعفر پھلواروی

شیخ مجدالدین شیرازی فیروزآبادی

۷۲۹ ——— ۸۱۷ھ

عربی لغت وادب سے دلچسپی رکھنے والا شاید ہی کوئی شخص ہوگا جو "قاموس" سے ناواقف ہو۔ اس لغت کا پورا نام القاموس المحیط والقابوس الوسیط الجامع لما ذھب من کلام العرب شماطیط ہے۔ اس کے مولف کا نام محمد بن یعقوب اور کنیت ابوطاہر ہے جو شیخ الاسلام ابو اسحٰق گازرونی (۳۵۲ – ۴۲۶ھ) کی دسویں پشت میں بتائے جاتے ہیں۔ محمد بن یعقوب کا نام تو کم لوگ جانتے ہیں۔ البتہ ان کا لقب یعنی مجدالدین زیادہ مشہور ہے یہ کم وبیش نصف صد کتابوں کے مصنف ہیں لیکن قاموس ہی کے طفیل ان کی اصلی شہرت ہے محب الدین مرتضیٰ زبیدی (۱۱۴۵ – ۱۲۰۶ھ) نے تاج العروس من شرح جواھر القاموس کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے جو دس ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

مجدالدین قریشی خاندان کی شاخ تیم سے تعلق رکھتے ہیں اور سیدنا صدیق اکبر صلوات اللہ علیہ کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔ مذہباً شافعی ہیں۔ گازرون (یا کازرین) ایک ایرانی شہر ہے جو شیراز کے جنوب میں واقع ہے۔ یہیں یہ ربیع الاول ۷۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی پڑھائی میں لگے تو سات سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے۔ آٹھ سال کی عمر میں شیراز چلے گئے اور یہیں اپنے والد سے اور شیخ عبداللہ بن محمود شیرازی سے ادب ولغت کی تعلیم حاصل کی خوش خطی میں بھی اچھی مہارت تھی۔ طبعی رجحان کی وجہ سے لغات یاد رکھنے میں وحید عصر تھے۔ فقہ کی تعلیم تو وطن ہی میں پائی تھی لیکن علم حدیث حاصل کرنے کے لیے عراق، واسط، بغداد اور دمشق کا بھی سفر کیا۔ قاضی بغداد عبداللہ بن بکتاش ——— (جو نظامیہ یونیورسٹی کے پروفیسر بھی تھے) ——— اور ابن القیم الضیائیہ یعنی عبداللہ بن محمد بن ابراہیم المتوفی ۷۶۱ھ

سے حدیث کی سماعت و روایت حاصل کی۔[1] مدتوں بغداد میں صدر مدرس رہے جہاں ان کے علمی جوہر کھلے اور ایک جماعتِ کثیرہ نے ان سے کسبِ فیض کیا۔ چنانچہ بہاء الدین عبد اللہ بن عبد الرحمان المشہور بابن عقیل شارح الفیہ[2] (۶۹۸-۷۶۹ھ) جمال الدین عبد الرحیم الاسنوی (۷۰۴-۷۷۲ھ)۔ ابن ہشام عبد اللہ بن یوسف النحوی المشہور (۷۰۸-۷۶۱ھ) جیسے فضلا نے بھی ان سے اخذ و استفادہ کیا۔

اس کے بعد وہ قاہرہ گئے جہاں تقی الدین سبکی اور ان کے صاحبزادے تاج الدین سبکی اور قاضی عزالدین بن جماعہ اور محمد بن اسماعیل معروف بہ ابن الخباز وغیرہ سے علم حاصل کیا۔
یہاں یہ بات ہم سبھوں کے لیے سبق آموز ہے کہ مجد الدین فیروزآبادی بغداد میں خود درس دے رہے ہیں اور بڑے بڑے علما ان کے تلامذہ میں شامل ہیں لیکن یہ اپنے آپ کو نہ تو عالم کل سمجھتے ہیں اور نہ علم کی پیاس میں کوئی کمی آتی ہے۔ مزید حصولِ علم کے لیے پھر طالبِ علم بن کر شاگردی کو عار نہیں سمجھتے۔ بغداد کی مسندِ تدریس چھوڑ کر قاہرہ جا پہنچتے ہیں اور وہاں پھر طالب علم بن جاتے ہیں۔ قاہرہ میں علم حاصل کرنے کے بعد بھی سیری نہیں ہوئی تو بلادِ شرق و شام کا سفر کیا، روم پہنچے، ہندوستان آئے۔ دہلی میں بھی قیام کیا اور ہر جگہ کے اصحابِ علم و فضل سے ملاقات کی اور شاگرد بن کر ان سے بہت کچھ حاصل کیا۔

۷۹۶ھ میں مجد الدین زبید[3] آئے جو یمن کا ایک شہر ہے۔ اس وقت وہاں کے قاضی القضاۃ جمال ریمی (شارح تنبیہ[4]) وفات پا چکے تھے۔ ملک اشرف اسماعیل نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی۔

---

[1] نواب صدیق حسن خاں نے اتحاف النبلاء میں ان کو محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ لکھا ہے۔ لیکن یہ تسامح ہے کیونکہ فیروزآبادی ۷۵۵ھ میں دمشق گئے ہیں، جب کہ ۷۵۱ھ میں ابن القیم الجوزیہ وفات پا چکے تھے۔

[2] الفیہ ابن مالک نحو کی مشہور کتاب ہے اور منظوم ہے جس کے مولف جمال الدین ابو عبد اللہ بن عبد اللہ الطائی الجیانی المعروف بابن مالک المتوفی ۶۷۲ھ ہیں۔ دیارِ عرب میں یہ کتاب بہت مقبول ہے۔ حرم کعبہ میں آج بھی اس کا باقاعدہ درس ہوتا ہے۔

[3] مولف المنجد نے زُبَید لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ صحیح زَبِید ہے۔ دیکھیے معجم البلدان۔

[4] ملاحظہ ہو حاشیہ ص ۸۔

مجدالدین اس کی سرپرستی میں علوم پھیلاتے رہے ۔بے شمار لوگ ان سے علمی استفادہ کرتے رہے ۔ پورے یمن کا محکمۂ قضا انھی کے سپرد رہا اور طالبانِ علم ہر گوشے سے ان کے پاس آتے رہتے ۔ سلطان یمن ملک اشرف نے بھی ان کی شاگردی اختیار کی اور مجدالدین نے اپنی حسین وجمیل بیٹی اس کی زوجیت میں دے دی ۔اس کی وجہ سے ان کی ثروت و وجاہت دوچند ہو گئی ۔ انھوں نے ایک کتاب تصنیف کر کے طشت میں رکھ کر سلطان کے پاس بھجوائی ۔ سلطان نے وہ طشت سونے سے لبریز کر کے واپس بھیجا ۔

ملک اشرف اسماعیل بن عباس اور اس کے فرزند ناصر کے عہد تک بیس سال وہ زبید میں رہے ۔اس دوران میں انھوں نے بارہا حرمین شریفین کا سفر کیا ۔طائف میں قیام پذیر ہوتے ، جہاں ان کی متعدد یادگاریں قائم ہوئیں ۔لیکن یہ مکہ مکرمہ سے اپنا انتساب زیادہ پسند کرتے تھے اور اپنے قلم سے الملتجی الی حرم اللہ تعالیٰ (حرم خداوندی کی طرف پناہ لینے والا) لکھا کرتے تھے ۔ یہ جس ملک اور جس شہر میں گئے وہاں کے والی و حاکم نے ان کا بھرپور اعزاز واکرام کیا ۔ تبریز میں ملک منصور، روم میں سلطان بایزید خان بن مراد، مصر میں اشرف پاشا[۵]، بغداد میں احمد بن اویس اور شیراز میں امیر تیمور لنگ اور عراق عجم میں شاہ شجاع بن محمد بن مظفر یزدی وغیرہ سب نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی ۔

احمد بن اویس فرمانروائے بغداد نے مجدالدین شیرازی کو جب کہ وہ مکے میں تھے خط لکھ کر بغداد آنے کی دعوت دی ۔اس دعوت نامے میں یہ دو شعر بھی تھے :

القائل القول لو فاہ الزمان بہ   کانت لیالیہ ایاما بلا ظُلَم

والفاعل الفعلۃ الغراء لو مزجت   بالنار لم یک ما بالنار من حمم

---

[۴] التنبیہ فی فروع الشافعیہ ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی شافعی المتوفی ۴۷۶ھ کی شہرۂ آفاق کتاب ہے جس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں ۔ اس کے ایک شارح جمال الدین محمد بن عبداللہ بن ابی بکر الحیشی بھی ہیں ۔ (المتوفی ۷۹۱ھ) تمام الفقیہ فی شرح التنبیہ ہے ۔

[۵] یہ اشرف شعبان بن حسین یکے از ممالیک ترک ہیں ۔

یعنی آپ کی باتیں ایسی ہیں کہ اگر زمانہ ویسی بات کہے تو اس کی راتیں ایسے دنوں میں بدل جائیں جن میں کوئی تاریکی نہ ہو۔ اور کام ایسے روشن ہیں کہ اگر ان کو آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ میں گرمی باقی نہ رہے۔

اسی خط میں ایک اور شعر بھی ہے:

ولو نطیق لنھدی الفرقدین لکم والشمس والبدر والعیوق والفلکا

اگر ہمارا بس چلتا تو ہم فرقدین[6] کو سورج اور چاند کو نیز عیوق[7] اور آسمان کو آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیتے۔

ان اشعار سے جہاں مجد الدین کے مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس دور کے فرمانروا اہلِ علم کی کتنی قدر کرتے تھے۔

مجد الدین کو چیدہ چیدہ کتابیں خرید کر رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ کہتے ہیں کہ پچاس ہزار مثقال سونے کی کتابیں انھوں نے خریدی تھیں۔ ان کتابوں سے لدے ہوئے اونٹ سفر میں بھی ساتھ رہتے تھے اور ہر منزل پر پہنچ کر ان کتابوں پر نظر ڈال لیتے تھے۔

عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں انھیں نثر اور نظم دونوں پر عبور حاصل تھا۔ جہاں جہاں گئے شیوخِ علم کی صحبت میں رہے۔ ان شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مکے میں یہ دس سال رہے۔ یہ جب شیراز گئے تو تیمور لنگ نے ان کا بڑا اکرام کیا اور ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں پیش کیے۔

مجد الدین شیرازی تصوّف سے بڑا لگاؤ رکھتے تھے اور محی الدین ابن عربی کے عقیدۂ وحدت الوجود سے اتفاق رکھتے تھے۔ جب کہ ابن حجر کو ان خیالات سے سخت انکار تھا۔ لیکن فیروز آبادی ابن حجر کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ مجد الدین اور ابن حجر کی ملاقات زبید میں ۸۰۰ھ میں ہوئی تھی۔

۸۰۲ھ میں انھوں نے حج کیا۔ کوہِ صفا پر اپنا ایک مکان بنوا لیا اور اسی میں قاموس

---

[6] یہ دو ستارے ہیں قطب ستارے کے آس پاس۔ ان سے لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں۔

[7] یہ بھی ایک ستارہ ہے ثریا کے قریب۔

کی تکمیل کی - ملک اشرف کے نام پر ایک مدرسہ بھی قائم کیا اور فقہِ مالکی و فقہِ شافعی اور حدیث کے لیے مدرسین کے واسطے وظائف مقرر کیے - مدینۂ منورہ میں بھی ایسا ہی کیا- اس کے بعد یمن واپس ہوئے - ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ملک اشرف کا انتقال ہوچکا تھا- اس کا جانشین اس کا فرزند سلطان ناصر احمد ہوا جس نے دونوں مدرسوں کو بند کرا دیا- اس کے اور کئی مظالم کی وجہ سے یمن کو خاصا نقصان پہنچا -

مجدالدین کے متعلق دو باتوں کی شہرت معلوم نہیں کیسے ہوگئی- ایک تو ان کا نسب ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی سے ملایا جاتا ہے -لیکن ابن حجر کو اس سے انکار ہے کیونکہ ابو اسحاق نے (جو نسبًا صدیقی ہیں) کوئی اولاد نہیں چھوڑی تھی -

دوسرے مجدالدین کو سبھی فیروز آبادی لکھتے ہیں لیکن دراصل فیروز آباد سے ان کا کوئی تعلق نہیں - یہ پیدا ہوئے تھے کارزین یا کازرون میں اور نشوونما پایا شیراز میں - پھر ایک عرصے تک بغداد میں رہے اور دوسرے ممالک کا سفر کرتے رہے - پس انھیں کازرونی ، یا شیرازی لکھنا زیادہ انسب ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ تاج العروس کے خاتمے پر لکھا ہے کہ ان کے باپ دادا فیروز آباد کے تھے - نیز ان کے ہاتھ کی تحریر میں "محمد الصدیقی" موجود ہے - بہرحال اس قسم کے معمولی اختلاف سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا -

۲۰ شوال ۸۱۷ھ شب سہ شنبہ کو مجدالدین کا زبید میں انتقال ہوا اور وہیں شیخ محمد اسماعیل جبرتی کے مقبرے میں دفن ہوئے -

جہاں تک علوم و فنون کا تعلق ہے مجدالدین کو ہر فن میں دخل ہے لیکن امام فنِ لغت کے ہیں- احادیث میں ضعیف حدیثوں سے بھی استناد کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میلانِ تصوف کی وجہ سے ان کی نظر متن و سند کی بجائے معنویت پر زیادہ رہتی تھی -تصوف میں غلو پیدا ہوجائے تو وہ عقلی کسوٹی بھی بعض اوقات نظر انداز ہوجاتی ہے جس پر تاریخ و روایات کو کسا جاتا ہے- بابا رتن ہندی کو محدثین عام طور پر محض افسانہ بتلاتے ہیں لیکن مجدالدین فیروز آبادی اسے حقیقت تسلیم کرتے ہیں- خوش عقیدگی تصوف کی جان ہے لیکن خوش عقیدگی میں عمومًا عقلی کسوٹی پیش نظر نہیں رہتی -

تصانیف

اب ذرا ان کی تصانیف پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے :

۱- بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز۔[۵۸]

یہ کتاب نامکمل ہے اگر مکمل ہوجاتی تو اپنے دور کی سب سے بڑی انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) ہوتی۔ یہ کتاب مجدالدین دراصل اپنے داماد ملک اشرف کے لیے لکھ رہے تھے۔ اس کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ساٹھ علوم و فنون پر سیر حاصل گفتگو کرنے والے تھے اور یہ تمام علوم و فنون قرآن ہی سے مستنبط کیے تھے۔ ابھی پہلا جز بھی مکمل نہ کیا تھا کہ ملک اشرف کا انتقال ہوگیا اور اس کے نااہل فرزند ناصر نے حکومت سنبھال لی۔ اس کی نااہلی نے جہاں ملک یمن کو بہت نقصان پہنچایا وہاں ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ علم کی سرپرستی ختم ہوگئی۔ اور حد یہ ہے کہ حرمین کے دونوں مدرسے بھی اس نے بند کردیے جو مجدالدین نے اس کے باپ کے نام سے جاری کیے تھے۔ "بصائر ذوی التمییز" کا پہلا جز مکمل ہونے سے پہلے اگرچہ ملک اشرف کا انتقال ہوچکا تھا لیکن مجدالدین شیرازی نے یہ جز مکمل کرلیا جو اس وقت مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ اس میں قرآن کے فضائل، مکی و مدنی سورتوں کی تفصیل، سورتوں کے خاص تفسیری نکات وغیرہ درج ہیں۔ اور آخر میں بتایا ہے کہ قرآن میں کتنی سورتیں، کتنی آیات، کتنے کلمات ہیں اور الف سے ی تک کون سا حرف کتنی تعداد میں ہے۔ یہ جز ۵۷۴ مطبوعہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جز کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ کرنا دشوار نہیں کہ مجدالدین دوسرے علوم میں کس قدر بھرپور دخل رکھتے تھے اور اگر وہ یہ کتاب مکمل کر لیتے تو یہ کیسی جامع کتاب ہوتی۔ اس کتاب کی فہرست میں قرآن، حدیث، فقہ، اور ان کے اصول، لغت، صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، عروض، قوافی، طبیعیات، طب، تعبیرِ خواب، نجوم، سحر، طلسمات، کیمیا، تاریخ، حساب کی بہت سی اقسام، اقلیدس، الجبرا، موسیقی، زمان و مکان، منطق، نباتات، خواصِ حروف، فنِ کتابت وغیرہ وغیرہ بہت سے علوم داخل ہیں جن کی فہرست طویل ہے۔

---

[۵۸] یہ کتاب ۱۳۹۲ھ میں قاہرہ میں طبع ہوئی۔

۲- تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس -

اس میں انھوں نے زیادہ تر روایات میں محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کی سند پر اعتماد کیا ہے - اور یہ بقول سیوطی واہیات ترین سند ہے -

۳- تیسیر فاتحۃ الاھاب فی تفسیر فاتحۃ الکتاب -

۴- السدّ المنظیم، المرشد الی مقاصد القرآن العظیم -

۵- حاصل کورۃ الخلاص فی فضائل سورۃ الاخلاص -

۶- فطنۃ الخشّاف شرح خطبۃ الکشاف -

۷- شوارق الاسرار العلیّۃ فی شرح مشارق الانوار النبویۃ (للصاغانی)

۸- منح الباری، فی السیح الفسیح الجاری فی شرح صحیح البخاری (تقریباً نصف اول تک جو بیس جلدوں میں ہے) -

۹- عدّۃ الحکّام فی شرح عمدۃ الاحکام (للجماعیلی عبد الغنی بن عبد الواحد - المتوفّٰی ۶۰۰ھ)

۱۰- امتصاص الشہاد، فی افتراض الجہاد -

۱۱- الاسعاد، بالاصعاد الی مرتبۃ الجہاد -

۱۲- النفحۃ العنبریّہ، فی مولد خیر البریّہ

۱۳- الصلات والبُشَر، فی الصلوٰۃ علی خیر البشر

۱۴- الوصل والمُنٰی، فی فضائل منیٰ

۱۵- المغانم المطابۃ، فی فضائل طابہ (ای المدینۃ المنورۃ)

۱۶- مہیج الغرام، الی البلد الحرام

۱۷- اثارۃ الحجون، الی زیارۃ الحجون [۹]

۱۸- احاسن اللطائف، فی محاسن الطائف

---

[۹] یہاں پہلا حجون بمعنی سست ہے اور دوسرا مکے کی ایک پہاڑی کا نام ہے -

۱۹۔ فصل الدرّة من الخرزة، فی فصل السلامة علی الخبزة[1]
۲۰۔ روضة الناظر فی ترجمة الشیخ عبد القادر
۲۱۔ المرقاة الوفیّہ، فی طبقات الحنفیہ
۲۲۔ المرقاة الارفعیّہ، فی طبقات الشافعیہ
۲۳۔ البُلغہ فی تراجم ائمّہ النحاة واللغہ
۲۴۔ الفضل الوفی، فی العدل الاشرفی
۲۵۔ نزھة الاذھان، فی تاریخ اصبھان
۲۶۔ تعیین الغرفات، للمعین علی عین عرفات
۲۷۔ منیة السول، فی دعوات الرسول
۲۸۔ التجاریح، فی فوائد متعلقة باحادیث المصابیح (للبغوی)
۲۹۔ تسھیل طریق الوصول، الی الاحادیث الزائدة علی جامع الاصول (لابن اثیر)
۳۰۔ الاحادیث الضعیفہ
۳۱۔ المسند العالی، فی الاحادیث العوالی
۳۲۔ سفر السعادہ
۳۳۔ المتفق وضعاً، والمختلف صُقعاً
۳۴۔ اللامع المُعلَم العجاب، الجامع بین المحکم والعباب۔ (ناتمام پانچ جلدوں میں)
۳۵۔ القاموس المحیط۔ اس کا پورا نام اوپر آچکا ہے اور دراصل یہی کتاب ہے جس نے مجدالدین کو دوام بخشا ہے۔ ان کا اصلی فن بھی علم لغت و ادب ہی ہے۔
۳۶۔ مقصود ذوی الالباب، فی علم الاعراب۔
۳۷۔ تحبیر الموشین، فیما یقال بالسین والشین۔
۳۸۔ المثلث الکبیر۔ ۳۹۔ المثلث الصغیر۔

---

[1] سلامہ اور خبزہ طائف کے دو قریے ہیں۔

۴۰۔ تحفۃ القماعیل[۱۱]، فیمن تسمّیٰ من الملائکۃ والناس اسماعیل۔

۴۱۔ السّدد المبثّثہ، فی الغُرد المثلثہ۔

۴۲۔ اسماء السراح فی اسماء النکاح۔

۴۳۔ اسماء الغادۃ، فی اسماء العادۃ۔

۴۴۔ الجلیس الانیس، فی اسماء الخندریس[۱۲]۔

۴۵۔ انواء الغیث، فی اسماء اللیث۔

۴۶۔ ترقیق الاسل، فی اسماء العسل۔

۴۷۔ زاد المعاد، فی وزن بانت سعاد۔

۴۸۔ المنتخب الطرائف، فی النکت الشرائف۔

۴۹۔ الروض المسلوف، فیما لہٗ اسمان الی الالوف۔

نواب سید صدیق حسن خاںؒ نے اتحاف النبلاء میں ۴۲ کتابوں کی فہرست دی ہے۔ اس میں نمبر ۹، ۱۰، ۲۲، ۳۰، ۳۹، ۴۱، ۴۳، ۴۴ کی کتابوں کے نام نہیں ہیں، نواب صاحب نے کئی کتابوں کے نام ذرا مختلف لکھے ہیں اور کئی ناموں میں کتابت کی غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پیش کردہ ۴۹ کتابوں کے علاوہ بھی دوسری کتابیں ہوں جو ہمارے علم میں نہ آسکی ہوں۔

نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں ہم مجدالدین شیرازی کے اندازِ بیان کا ایک نمونہ پیش کر دیں۔ یہ ایک خط ہے جو انھوں نے سلطان اشرف کے نام لکھا تھا اور اس میں سفرِ حرمین کی درخواست کی تھی۔ اس میں آپ کو ممکن ہے کہیں عجمیت کا انداز نظر آئے کیونکہ امامِ لغت و ادب ہونے کے باوجود تھے تو یہ عجمی (شیرازی) اور ان کی مادری زبان فارسی تھی۔ لکھتے ہیں:

ومما ینہیہ الی العلوم الشریفۃ انہ غیر خاف علیکم ضعف اقل العبید، ورقۃ جسمہ، ودقۃ بنیتہ، وعلو سنہ، وقد آل امرہ الی ان صار

۱۱؎ یہ جمع ہے قیعال کی، جس کے معنی ہیں سردارِ قوم۔

۱۲؎ شرابِ کہنہ۔

کالمسافر الذی تحزّم وانتعل، اذ وهن العظم، بل دالرأس اشتعل، و تضعضع السّن، وتفقع الشّن - فما هو الّا عظام فی جراب، و بنیان مشرف علی خراب - وقد ناهز العشر التی تسمیها العرب دقاقة الرقاب - و قد مرّ علی المسامع الشریفة غیر مرة فی صحیح البخاری قول سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا بلغ المرء ستین فقد اعذر الله الیه" فکیف من نیف علی السبعین، واشرف علی الثمانین - ولا یجمل بالمؤمن ان تمضی علیه اربع سنین ولا یتجدد له شوق وعزم الی بیت رب العالمین وزیارة سید المرسلین، وقد ثبت فی الحدیث النبوی ذلک - و اقلّ العبید له ست سنین عن تلک المسالک - وقد غلب علیه الشوق حتّی حلّ عمره عن الطوق - ومن اقصٰی امنیته ان یجدد العهد بتلک المعاهد ویفوز مرة اخری بتقبیل تلک المشاهد - وسؤاله من المراحم الحسنیة، الصدقة علیه بتجهیزه فی هذه الایام، مجرداً عن الاهالی والاقوام، قبل اشتداد الحر وغلبة الاوام - فان الفصل الطیب، والریح ازیب - ومن الممکن ان یفوز الانسان باقامة شهر فی کل حرم، ویحظی بالتملّی من مهابط الرحمة والکرم - وایضاً کان من عادة الخلفاء سلفاً وخلفاً انهم کانوا یبردون البرید عمداً افصد التبلیغ سلامهم الی حضرة سید المرسلین صلوات الله وسلامه علیه - فاجعلنی جعلنی الله فداک - ذلک البرید ولا اتمنی شیئاً سواه ولا ارید :

شوق الی الکعبة الغراء قد زادا فاستحمل القُلُص الوخادة الزادا
واستأذن الملک المنعام - دام علاً واستودع الله اصحابا و اولادا

آپ کے علم میں جو حقیقت آچکی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ سے اس بندۂ کمترین کا بڑھاپا، جسمانی لاغری ڈھلنے کی کمزوری اور عمر کی زیادتی پوشیدہ نہیں۔ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ گویا وہ ایک مسافر ہے جو کمر باندھے اور پاؤں میں جوتا ڈالے تیار ہے کیونکہ اس کی ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں بلکہ سر بھی سفید شعلہ بن چکا ہے -

عمر ڈھل چکی ہے اور کھال چٹخنے لگی ہے۔ اب وہ صرف ایک چرمی تھیلا ہے جس میں ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں یا ایک ایسی عمارت ہے جو ویرانے میں کھڑی ہے۔ وہ عمر کی اس دہائی کے قریب ہے جسے عربی میں دقاقۃ الرقاب (سوکھی گردن والا) کہتے ہیں۔ آپ نے بارہا بخاری کی یہ حدیث سنی ہوگی کہ جب کوئی ساٹھ سال کا ہو جائے تو اللہ کے نزدیک وہ معذور ہوتا ہے۔ پھر بتائیے کہ وہ کیا ہوگا جو کچھ اوپر ستر کا ہو چکا ہو اور اسّی کی طرف بڑھ رہا ہو۔ مومن کے لیے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اس پر چار سال گزر جائیں اور بیت اللہ اور روضۂ نبوی کی زیارت کا اسے بار بار شوق نہ پیدا ہو۔ اور اس بندۂ کمترین کو ان راستوں سے گزرے ہوئے چھ سال ہو گئے۔ اس پر شوق غالب آتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی عمر زیادہ اور قوت کم ہو گئی۔ اس کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ وہ ان مقامات کی از سرِ نو زیارت کر کے ایک بار اور ان آستانوں کو چومے۔ مراحم خسروانہ سے اس کی درخواست ہے کہ انہی دنوں میں اس کے رختِ سفر باندھنے کا کارِ خیر انجام دلایا جائے۔ یہ بندہ تنہا ہی ہوگا۔ اس کے ساتھ کوئی خاندان یا جماعت نہیں ہوگی۔ انتظام گرمی کی شدت اور پیاس سے پہلے ہو کیونکہ یہ موسم بہت عمدہ ہے اور ہوا جنوب کی خوشگوار ہے اور اس وقت ہر حرم میں ایک ایک ماہ قیام کرنا سہل ہے تاکہ وہ مقامات رحمت و کرم کی برکات سے دامن بھر لے۔ گزشتہ خلفا کا یہ مسلسل معمول رہا ہے کہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا سلام پہنچانے کے لیے خاص قاصد بھیجا کرتے تھے۔ میں آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے ایسا ہی قاصد بنا کر بھیجیے۔ اس کے سوا میری اور کوئی آرزو نہیں۔"

(ترجمہ اشعار): "کعبے کی طرف میرا شوق بہت بڑھ گیا ہے اور اس شوق نے تیز رفتار اونٹوں پر اپنا زادِ راہ رکھوانے کا انتظام بھی کر دیا ہے۔ وہ فیاض و نعمت بخش فرماں روا سے اجازت مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اقبال بلند کرے اور ساتھیوں اور اولاد کو اللہ کے حوالے کرتا ہے۔"

سلطان اشرف نے جس دکھے ہوئے دل سے اجازت دی اس کا اندازہ اس کے ان الفاظ سے ہوتا ہے:

ان هذا شئ لا ینطق به لسانی، ولا یجری به قلمی۔ فقد کانت الیمن عمیاء فاستنارت فکیف یمکن ان نتقدم وانت تعلم ان الله احیا بك ماکان میتا من العدل۔ فبالله علیك الا ما وهبت لنا بقیة هذا العمر۔ والله یا مجد الدین یمیننا بارة انی اری فراق الدنیا ولا فراقك انت الیمن واهله

" یہ ایک ایسی بات ہے جو نہ میری زبان پر آسکتی ہے نہ میرے قلم سے نکل سکتی ہے ۔ اس لیے کہ پہلے یمن تاریک تھا اور (آپ کی وجہ سے) روشن ہو گیا ۔ پھر میں کس طرح اجازت دینے میں مبالغت کروں ۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت مردہ علم کو زندہ کیا ۔ بخدا آپ کو اپنا وہ عہد پورا کرنا چاہیے کہ آپ نے اپنی باقی عمر ہم لوگوں کے لیے وقف کر دی ہے ۔ اے مجدالدین! خدائے پاک کی قسم ۔ اور یہی قسم ہے کہ میں اور اہلِ یمن کی (آپ سے) جدائی میری نگاہ میں پوری دنیا کی جدائی ہے ۔"

بہرحال مجدالدین شیرازی فیروزآبادی ان عبقری (جینیئس) لوگوں میں ہیں جو کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ صرف ادب و لغت ہی کے امام نہیں، بے شمار دوسرے علوم کے بھی جامع ہیں ۔ ان کے حالات مخطوطات کے علاوہ مندرجہ ذیل مطبوعات میں بھی مل سکتے ہیں:

الضوء اللامع للسخاوی ۱: ۷۹، ۸۶ ۔ شذرات الذہب لابن العماد: ۷: ۱۲۶-۱۳۱

بغیۃ الوعاۃ للسیوطی: ۱۱۷، ۱۱۸ ۔ البدر الطالع للشوکانی ۔ ۲: ۲۸ ۔ ۲۸۵ ۔

روضات الجنات للخوانساری: ۲۰۷، ۲۰۸ ۔ مفتاح السعادہ لطاش کبری ۱: ۱۰۳، ۱۰۶

کشف الظنون لحاجی خلیفہ ۱۶ جگہ ۔ فہرس الفہارس للکتانی ۔ ۲: ۲۶۹-۲۷۲ ۔

ایضاح المکنون للبغدادی ۱: ۸، ۸۵، ۸۹، ۱۰۶ ۔ ہدیۃ العارفین للبغدادی ۔ ۲: ۱۸۰، ۱۸۱ ۔ معجم المؤلفین لعمر رضا کحالہ ۱۲: ۱۱۸ ۔ اتحاف النبلاء للسید صدیق حسن ۳۹۵ تا ۳۹۷ ۔ مقدمہ بصائر ذوی التمییز لعلی النجار از ص ۱ تا ۲۵ ۔

تصحیح: المعارف کے شمارہ نومبر ۱۹۷۳ء میں صفحہ ۲ پر جناب جسٹس ایس ۔ اے ۔ رحمٰن صاحب کی جو غزل شائع ہوئی ہے اس کے ساتویں شعر کے دوسرے مصرع میں کتابت کی غلطی سے ایک لفظ "میں" زائد ہو گیا ہے ۔ براہِ کرم قارئین اس کی تصحیح فرمالیں ۔ اصل شعر یوں ہے:

خوشی کے دن گزرتے ہیں پلوں میں جو ہو غم پل بھی لگتے ہیں مہینے